اسلام اِنسانیت کا دین ہے

......چودھری رحمت علی

انسان خواہ عورت ہو یا مرد' کالا ہو یا گورا' مشرقی ہو یا مغربی' شاہ کے گھر پیدا ہوا ہو یا گدا کے' لق ودق صحرا میں پیدا ہو گیا ہو یا کسی پر رونق شہر میں' جب پیدا ہو گیا تو اسے بہر حال اور بہر طور زندگی گزارنی ہے۔ جب زندگی گزارنی ہی ہے تو محتاج ہو گیا کہ کیسے زندگی گزارے؟ انفرادی طور پر گزارے یا اجتماعی طور پر گزارے یا کچھ اجتماعی اور کچھ انفرادی طور پر گزارے۔ پھر زندگی گزارنے کے لئے وہ غذا کا محتاج بھی ٹھہرا۔ جب غذا کا محتاج ہے تو اسے پتہ ہونا چاہئے کہ کونسی غذا اس کے لئے سود مند ہے اور کونسی مضر؟ جب غذا کا محتاج ٹھہرا تو روزی کمانے کا محتاج بھی ہوا۔ پھر جب روزی کمانا ہی ہے تو جاننا ضروری ہے کہ کونسا روزی کمانے کا طریقہ اس کے لئے جائز ہے اور کونسا ناجائز؟ پھر زندگی گزارتے ہوئے اسے عدل وانصاف کا بھی محتاج ہونا پڑتا ہے۔ جب عدل وانصاف کا محتاج ہوا تو از خود قانون کا محتاج بھی ہوا۔ قانون کا محتاج ہوا تو جاننا ضروری ہے کہ کونسا قانون؟ خود ساختہ قانون' کسی پارلیمنٹ کا قانون یا اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ قانون؟ پھر وہ نسل بڑھانے کا محتاج ہے۔ ضرورت مند ٹھہرا کہ جب وہ کمانے کے قابل نہ رہے' بیمار ہو جائے' معذور ہو جائے تو کوئی ہو جو اس کی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرے۔ الغرض انسان کو زندگی گزارنے کے لئے ہزاروں لاکھوں ضروریاتِ زندگی اور محتاجیوں سے واسطہ پڑتا ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کسی فیکٹری کے مالک کو ہی حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی فیکٹری میں بننے والی چیز کے متعلق ہدایات دے۔ مثال کے طور پر اگر فیکٹری میں کوئی دوائی تیار کی جاتی ہے تو فیکٹری والا ہی بہتر ہدایات دے سکتا ہے کہ دوائی کس کس مرض کے خلاف استعمال کی جائے؟ اس

کی کتنی خوراک استعمال کی جائے؟ کتنا عرصہ کھائی جائے؟اس کے سائیڈ اثرات کیا ہوں گے؟ کتنے عرصے کے بعد وہ استعمال کے قابل نہ رہے گی وغیرہ وغیرہ۔اسی طرح انسان چونکہ فطرت کی فیکٹری کا پراڈکٹ ہے' اللہ تعالیٰ ہی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ انسانی زندگی گزارنے کے لئے ہدایات دے۔وہ طریقۂ زندگی یا ہدایات کا وہ مجموعہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق انسان کے لئے وضع فرمایا ہے کا نام ''اسلام'' ہے۔پھر جب اسلام ہی ہے اس طریقِ زندگی کا نام جو انسانی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرتا ہے تو دوسرے لفظوں میں یہی بات ہوئی کہ ''اسلام انسانیت کا دین ہے''۔اس چھوٹے سے مضمون میں ان تمام تفصیلات کا بیان تو ممکن نہیں کہ جن سے اسلام انسانی زندگی کی تمام ضروریات پورا کرتا ہے۔چند نمایاں ضروریات کو مختصراً زیرِ بحث لاتے ہیں۔

ضرورتِ ضابطہءحیات

اللہ تعالیٰ کا یہ طریقِ کار نہیں کہ انسان کے لئے یہ قانون سازی و حکمرانی کا کام زمین پر کہیں دفتر کھول کر کرے۔اس نے خود کو غائب میں رکھ کر اپنی اشرف المخلوقات مخلوق یعنی انسان ہی کو اس دنیا میں اپنا نمائندہ مقرر فرمایا ہے۔انسانوں ہی میں سے اس نے انبیاؑء و رسلؑ مبعوث فرمائے ہیں۔انسان کے لئے تیار کی گئی ہدایات و قوانین کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک اور مخلوق یعنی فرشتہ کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً انہی انبیاؑء و رسلؑ پر نازل کیا ہے۔انہیں ہدایات و قوانین اور ان قوانین کے نتیجہ کے طور پر معرضِ وجود میں آنے والے نظام کو قرآن و سنّت نے ''اسلام'' کا نام دیا ہے۔اسلام کے کچھ بنیادی عقائد ہیں جن پر انسانوں کے لئے اگر وہ اللہ و رسول ﷺ کے فرمانبردار بندے بن کر زندگی گزارنے کا داعیہ رکھتے ہوں' ایمان لانا لازمی ہے۔پہلا عقیدہ یہ ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک اور رازق و حاکم صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے۔دوسرا عقیدہ یہی کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی ضابطہءحیات انسانوں ہی میں سے منتخب افراد پر نازل فرمایا ہے تا کہ یہ منتخب افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبیؑ یا رسولؑ کا نام دیا ہے ہدایات و قوانینِ الٰہیہ کو اپنی اپنی قوم تک پہنچائیں۔ایک مرحلہ پر پہنچ کر جب اللہ تعالیٰ نے بوجوہ سلسلۂ نبوّت منقطع کر دیا تو انبیاء والا کام

اس نے قیامت سے پہلے ظہور پذیر ہونے والی اُمّت کے سپرد کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے محسوس فرمایا کہ اب انسان تمام ارتقائی مراحل طے کر چکا ہے تو اس نے ہدایات وقوانین بھیجنے کے سلسلہ کو بھی منقطع فرما دیا تو بنا بریں بعثتِ انبیاؑء و رسلؑ کے سلسلہ کو بھی۔ آخری مبعوث ہونے والے رسول ﷺ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں تو آخری نازل ہونے والا حتمی اور مکمل ہدایات کا مجموعہ قرآن مجید ہے۔ تاہم ایک مسلمان کے لئے صرف یہی لازم نہیں کہ وہ آخری رسول ﷺ اور آخری کتاب پر ایمان لائے بلکہ یہ بھی لازم ہے کہ وہ ان تمام انبیاؑء و رسلؑ اور ان تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لائے جو پیشتر ازیں مبعوث و نازل ہو چکی ہیں۔ اس پر بھی ایمان لائے کہ یہ تمام انبیاؑء اور کتابیں اپنے اپنے وقت میں حق تھیں' ایک ہی سرچشمہ کی ترجمان تھیں اور ایک ہی مشن کی علمبردار تھیں۔ بایں ہمہ آج اگر انسانوں کے لئے پیروی کرنا لازم ہے تو آخری رسول ﷺ کی اور آج اگر رائج الوقت قوانین وہدایات ہیں تو وہی جو قرآنِ کریم میں دیئے گئے ہیں۔ پھر چونکہ فرشتے اللہ و بندے اور اللہ اور کائنات کے درمیان گوناگوں رابطوں کے ذمہ دار ہیں لہٰذا ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ آخری عقیدہ جس پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے عقیدۂ آخرت ہے۔ جنّ کو بھی کسی حد تک لیکن انسان کو اللہ تعالیٰ نے شجر وحجر کی طرح مجبورِ محض پیدا نہیں کیا بلکہ کسی حد تک اور ایک خاص وقت تک صوابدیدی اختیارات دیئے ہیں۔ جہاں صوابدیدی اختیارات کا ذکر آیا وہیں لازم ٹھہرا کہ کوئی دن آئے کہ ہر انسان کا حساب کتاب ہو کہ اس نے اپنے صوابدیدی اختیارات کو کس طرح استعمال کیا ہے؟ جن انسانوں نے اپنی زندگیاں اس کائنات کو سنوارنے میں صَرف کی ہیں یا بالفاظ دیگر اچھے اور نیک کام کئے ہیں انہیں انعامات سے نوازا جائے اور جن بدبخت انسانوں نے ان صوابدیدی اختیارات کو اس کائنات کو بگاڑنے یا بالفاظ دیگر بدی کو فروغ دینے کے لیے صَرف کئے ہیں انہیں سزا دی جائے۔ جزاوسزا کا یہ نظام تبھی کارگر ہو سکتا ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد پھر زندہ کر کے اس سے ان اعمال کا حساب کتاب لیا جائے جو اس نے اس دنیا کی زندگی میں کئے۔ اگر یہ جزاوسزا کا دن نہ

ہوتو اس دنیا کی زندگی محض ایک کھلنڈرے کا کھیل اور اکھاڑہ بن کر رہ جائے کہ جو جسے چاہے پچھاڑ دے۔ جب کسی پوچھنے والے کا تصوّر رہی نہ ہو تو بس جس کی لاٹھی اس کی بھینس' اخلاق و کردار جیسی اقدار بس نام کو رہ جائیں۔ تو پانچواں یہی آخرت کا عقیدہ ہے کہ مسلمان ہونے کیلئے جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان پانچ عقائد پر ایمان لانے والے اور ایمان نہ لانے والے انسان کی اس دنیا کی زندگی میں زمین و آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے۔ ایک محکم نظام کا پابند ہو جاتا ہے تو دوسرا محض شتر بے مہار۔

ضرورتِ غذا

انسان' خواہ مسلم ہو یا کافر' اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے اس کی دوسری بڑی ضرورتِ غذا ہے۔ بالفاظِ دیگر انسان کی روحانی ضرورت اگر ہدایات آسمانی ہیں تو اس کی جسمانی ضرورت خوراک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نظام یعنی اسلام نے غذا کا انتظام بھی انسانیت کی سطح پر کیا ہے نہ کہ کافر و مسلم کی سطح پر۔ پھر جس طور خوراک کا انتظام کیا ہے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہر قسم کے پودے کو جس قسم کی خوراک اور ماحول کی ضرورت ہے ویسا ہی اس کا انتظام کیا ہے۔ شہتوت کی پتیاں عین انہی دنوں میں نمودار ہوتی ہیں جب ریشم کے کیڑے انڈوں سے نمودار ہو رہے ہوتے ہیں۔

انسان کو اگر چند ساعتیں ہوا نہ ملے اور وہ سانس نہ لے سکے تو اس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ لہذا ہوا کا اللہ تعالیٰ نے اس قدر فراواں انتظام کر دیا ہے کہ ایک تو خرید و فروخت کا عمل دخل نہ رہے اور دوسرے ہر انسان کو ہر وقت ہر جگہ پر میّسر ہو۔ انسان کی دوسری اہم غذائی ضرورت پانی ہے۔ زندگی وجود میں آ ہی نہیں سکتی اگر پانی ناپید ہو۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے کرّہ ارض کا تین چوتھائی حصہ پانی پر مشتمل کر دیا ہے۔ پھر بارش کی شکل میں ہر انسان کے گھر تک پانی کی فراہمی کا انتظام کیا ہے۔ انسان کی ایک اور ضرورت مستقر یا ٹھکانہ ہے یعنی ایسی جگہ کہ جہاں انسان قیام کر سکے۔ ربِّ کائنات نے وسیع و عریض ارض (Earth) اسی انسانی ضرورت کو پورا کرنے کے

لئے انسان کی پیدائش سے بھی پہلے مہیّا کر رکھی ہے۔

ضرورتِ نجات

روحانی وجسمانی ضروریاتِ غذا کے بعد انسان کی تیسری بڑی ضرورت ''ضرورتِ نجات'' ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا انسان کو اس دنیا میں شتر بے مہار بن کر نہیں' ذمہ دارانہ زندگی گزارنا ہے۔ اس دنیا میں اس کے ہر چھوٹے بڑے فعل کو ریکارڈ کیا جا رہا ہے۔ قیامت کے دن جب تمام اگلے پچھلے انسانوں کو میدانِ حشر میں اکٹھا کیا جائے گا تو ہر انسان کا نامہء اعمال اس کے سامنے رکھ کر کہا جائے گا کہ تو خود ہی بتا کہ جزا کا مستحق ہے یا سزا کا؟ وہ بتائے یا نہ اس کا غیر جانبدارانہ کڑا احساب ہوگا۔ اور اس محاسبے کی بنا پر اللہ ربّ العزت کا آخری فیصلہ صادر ہوگا کہ وہ جنّت میں داخلے کا مستحق ہے یا دوزخ میں داخلے کا۔

ظاہر ہے جب ہر انسان کا روزِ محشر حساب کتاب ہونا ہے تو ہر انسان کو بتا دینا چاہیے کہ اس دنیا میں کئے گئے وہ کون سے اعمال ہیں جو انسان کو جنّت یا دوزخ میں داخلے کا مستحق بناتے ہیں۔ یہ بتانے کی ذمہّ داری اسلام کے مطابق خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے اور انبیاء کی بعثت اور آسمانی کتابوں کا نزول اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ یہ بتانے اور رسالت کا ہی وہ کام ہے جو سلسلہء نبوّت کے ختم ہونے پر اب امّتِ مسلمہ کے سپرد کیا گیا ہے۔

ہم نے اوپر تین بڑی ضروریات زندگی یعنی ضرورتِ ضابطہء حیات' ضرورتِ غذا اور ضرورتِ نجات کو بطور مثال لے کر اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ اسلام انسانیت کا دین ہے۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ انسان کی تو اور بہت سی ضروریات ہیں۔ اسے تو عدل چاہئے۔ پُر امن ماحول چاہئے۔ ظلم وزیادتی سے چھٹکارا چاہئے۔ آزادیء کار اور آزادیء افکار و گفتار چاہئے۔ پھر اسے گھر بسانے کی ضرورت ہے۔ والدین کے حقوق ہیں' اولاد' میاں بیوی' پڑوسیوں' یتیموں' بیواؤں کے حقوق ہیں۔ راعی اور رعیت اور اسی طرح سرمایہ ومحنت کے حقوق ہیں۔ ان چند صفحات میں گنجائش نہیں ورنہ ہم روشنی ڈالتے کہ اسلام ان تمام ضروریات کو کیسے

انسانیت کی سطح پر تدبیر (Deal) کرتا ہے۔ مثال کے طور پر عدل کی بات کرتا ہے تو اس انداز میں :

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے''۔ (المائدہ:۸)

ایک اور جگہ پر فرمایا:

''مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو، اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے''۔ (النساء:۵۸)

اس آیتِ مبارکہ میں جو خاص بات نوٹ کرنے کی یہ ہے کہ یہ نہیں کہا کہ ''جب مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کرو تو'' بلکہ کہا ہے تو یہ کہ جب لوگوں (بین النّاس) کے درمیان فیصلہ کرو تو''۔

ایک اور جگہ پر تو انسان کے درمیان عدل قائم کرنے کو ہی انبیاءؑ کی بعثت اور آسمانی کتابوں کی تنزیل کا مقصد بیان فرمایا گیا۔ قرآن میں آیا:

''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں''۔ (حدید:۲۵)

پھر اگر اسلام کی عمومی تعلیمات کو لیا جائے تو پیمانہ وہی ''انسانیت کی سطح کا''۔ اصل میں انسانیت کی بھلائی، خیر خواہی اور بہتری کا ہی دوسرا نام اسلام ہے۔ مثال کے طور پر اسلام صفائی پر اتنا زور دیتا ہے کہ اس کا مطالبہ یہی نہیں کہ صاف ستھرے رہو بلکہ اس کے نزدیک صفائی نصفِ ایمان ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ صفائی کیا انسانیت کی ضرورت نہیں؟ انسان کو کیا غلیظ رہنا

چاہئے۔اسلام سچائی کے ساتھ معاملہ کرنے والے تاجر کو قیامت کے دن نبیوںؑ' صدیقوں اور شہیدوں کا ساتھی قرار دیتا ہے تو یہ امانتدارانہ تجارت کیا انسانیت ہی کی بھلائی کے لئے نہیں؟اسلام کی ہدایت یہ بھی ہے کہ مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔یقین جانیں پوری انسانیت اگر اسلام کے اس ایک سنہری اصول پر عمل کرتی تو سرمائے اور محنت کے درمیان جو گھمبیر مسائل آج پیدا ہو چکے ہیں کبھی پیدا نہ ہوتے۔اسلام کی یہ بھی تعلیم ہے کہ ضرورت سے زیادہ پانی نہ روکو یعنی اپنا حصّہ تو ضرور لو لیکن دوسروں کا حصّہ ان کو دو۔اسلام کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرو' اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرو۔جنّت نشان بن جائے یہ دنیا اگر پوری انسانیت اس بے مثل اصول پر عمل پیرا ہو جائے۔اسلام کا یہ بھی قانون ہے کہ مرنے والے کی جائیداد اس کے وارثوں' مَرد ہوں یا عورتیں' میں تقسیم کرو۔پھر اسلام اس تقسیم کو یوں متناسب اور متوازن بناتا ہے کہ معاشرے میں جتنا کسی پر زیادہ بوجھ ہے اتنا ہی وراثت میں اسے زیادہ حصّہ دیا گیا ہے۔ورثاء کو یوں اپنا اپنا مقرر حصہ وحق کا حصول کیا انسانی فلاح کا ضامن نہیں؟اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے۔دیکھئے اسلام کی اس ایک تعلیم سے انحراف نے آج پوری دنیا کو عالمی سودی نظام کی شکل میں جسقدر تباہی کے دہانے لا کھڑا کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔پھر اسلام رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر لعنت بھیجتا ہے تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ رشوت کا دھندا انسانیت کے خلاف ایک بہت گھناؤنی سازش ہے۔

اسلام ہی کی یہ تعلیمات ہیں کہ وقت کی پابندی کرو' عہد کا پاس کرو' سچ بولو' جھوٹ مت بولو' جھوٹی گواہی نہ دو' فریب و دھوکا دہی کے قریب نہ جاؤ' عجز و انکساری کا دامن تھامو' تکبر و غرور کو قریب نہ پھٹکنے دو' حق سے زیادہ کی حرص نہ کرو' عہدوں کو للچائی ہوئی نگاہوں سے نہ دیکھو' بے جا حمایت اور طرفداری نہ کرو' چغل خوری اور غیبت سے پرہیز کرو' کسی کو گالی نہ دو' نہ کسی کو بُرے القاب سے یاد کرو' کسی کی تحقیر نہ کرو' کم درجے والوں کا احترام کرو' بے جا تعریف نہ کرو' حسد سے بچو' زبان کی حفاظت کرو' ایذا رسانی کا رویّہ مت اختیار کرو' آشنا ہو یا نا آشنا جو سامنے آئے اسے

سلام کرو' علم حاصل کرو' جہالت سے بچو' ایک دوسرے کے ہمدرد اور ساتھی بنو' صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے' نظم وضبط کی پابندی کرو' امیر کی اطاعت لازم' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرضِ عین ۔ بتائیے ان احکامات میں سے کوئی ایک بھی ہے جو انسانیت کے حق میں سراپا خیر نہ ہو؟ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا' اسلام کا یہ بھی طرۂ امتیاز ہے کہ وہ ان احسن اوصاف و عادات کو ایک یا چند افراد تک محدود نہیں کرتا' لازمی قرار دیتا ہے کہ دنیا کے ہر فرد تک خواہ وہ کہیں ہمالہ پر ہی کیوں نہ ہو پہنچایا جائے تا کہ یہ پوری دنیا حسن و خوبی کا مرقع بن جائے۔

کس قدر ناداں نکلا انسان! ایک طرف تو اسلام انسان ہی کی فلاح و بہبود اور نجات و مغفرت کا دوسرا نام ہے تو دوسری طرف لاکھوں کروڑوں انسان اس دنیا میں گزرے ہیں' آج ہیں اور سوختہ بختی تا قیامت ہوں گے جو اسلام کی بیخ کنی کے درپے ہیں۔ اَن گنت حکومتیں اور حکمران اسلام دشمنی پر کمر بستہ ہیں ۔کاش کوئی جانے کہ اسلام پر یلغار حقیقت میں انسانیت پر یلغار ہے۔ اور تو اور وہ امّت مسلمہ جس نے اسلام کو دوسروں تک پہنچانا تھا خود قرآن وسنّت پر مبنی اسلام کو ترک کر کے دنیا میں مغلوب و مجبور' اندھیروں میں سرگرداں ہے۔ وہ امّت جس نے دنیا بھر سے ''فتنہ'' کا قلع قمع کرنا اور اس دھرتی کو سنوار کر رکھنا تھا خود ''فتنہ'' کا روپ دھار گئی ہے۔ کون انکار کر سکتا ہے اس سے کہ آج اسلام کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ مسلمان خود ہیں۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا ۔۔۔ اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

اُٹھ اے مسلمان! اپنے حالات و اوقات کو بدل دے۔ قرآن وسنّت پر مبنی دین کو کہ جس میں پوری دنیا ایک خلیفہ کی حکمرانی میں ہو' قرآن وسنّت ہی آئینِ مملکت ہو اور قیادت اہل اور امانتدارانہ ہاتھوں میں ہو' پھر اس دھرتی کا مقدّر بنا دے۔ خود راہِ راست پر آ جا' دنیا والوں کو راہِ راست پر لے آ۔ ترس گئے اس دنیا کے مکیں اسلام کی برکات و ثمرات اور فیوض و فوائد کو۔۔۔

الداعی الی الخیر: تحریکِ عظمتِ اسلام' دارُالسّلام' واپڈا ٹاؤن' لاہور۔
فون: 0300-8425428, 0321-4114584